خواتین کواختیارات کی منتقلی، زمینی حقائق اوراسلامی حکمت عملی

*حافظہ خولہ کوثر علوی

Women Constitutes more than half of the Population. Their Character and role is very Important in the life. Islam recognizes their Value and gives them their all required Privileges. In east the trend of Job of Women is gradually increasing Just like western countries. Gender Equality, Gender Discrimination, Social Development, Women Empowerment, Mainstreaming in national life and other terms of this kind are being common in our Pakistani Society. Are All These western affected concepts and theories are useful for Muslims Women? What is the actual field of life and action of Women? What is the best utilization of their Allah Gifted abilities and Potentials? What Type of effects Have to face the Society, the Home the family due to the Service or Social activities of Women? This article intends to put some light on these facts and figures. More over, It also gives the Strategy of Islam in this regards and Proves that the status granted and the role imposed on them by Islam is the best and Perfect.

مغرب کی طرح مشرقی ممالک میں بھی عورت کی ملازمت کا رجحان بڑھتا چلا جا رہا ہے اور وطنِ عزیز پاکستان میں آج کل عورت کی فلاح وترقی کے حوالے سے بہت سے اقدامات کیے جا رہے ہیں۔ سیاسی، معاشی، معاشرتی اور قانون سازی کے اداروں میں اس کی موزوں نمائندگی کے لیے تجاویز طلب کی جا رہی ہیں۔ صنفی مساوات کا حصول، صنفی امتیازات کا خاتمہ، معاشرتی ترقی خواتین تک اختیارات کی منتقلی اور ان کی قومی دھارے میں شمولیت جیسی اصطلاحات ہمارے معاشرے میں عام ہو رہی ہیں۔

سوال یہ ہے کہ عورت کا حقیقی میدان عمل کیا ہے؟ اس کی خداداد صلاحیتوں کا صحیح اور بہترین مصرف کیا ہے؟ اس امر کا فیصلہ کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سماجی ترقی سے کیا مراد ہے؟ کیا عورت کے گھر سے باہر نکل کر ملازمت کرنے سے معاشرہ مضبوط ہوتا ہے یا کمزور؟ اس کا خاندان پر کیا اثر پڑتا ہے؟ بچے کس حد تک متاثر ہوتے ہیں؟ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خود اس کی اپنی ذات اور صحت پر اس کے کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

آج خواتین ہر شہر، ہر شعبۂ حیات اور تقریباً ہر سطح پر مردوں کے شانہ بشانہ کام کرتی نظر آتی ہیں۔ طب و ہندسہ، تجارت و حرفت اور سیاست و سفارت وغیرہ سب میدانوں میں پوری طرح فعال ہیں۔ اس کے

* پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علومِ اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

علاوہ خواتین اب صحافی، وکیل، قانونی مشیر، ماہر تعمیرات، میزبان، ٹی۔ وی فنکار اور تخلیق کار بھی ہیں۔ وہ سرکاری ملازمتوں میں انتظامی عہدوں پر فائز ہیں اور تحقیقی اداروں میں بھی سرگرم نظر آتی ہیں۔ اب خواتین ان اعلیٰ مناصب پر بھی دکھائی دیتی ہیں۔ جو پہلے عموماً مردوں کے لیے مخصوص تصور کیے جاتے تھے مثلاً وزارت، صوبائی و قومی اسمبلی کی رکنیت، سیاسی پارٹی کی نمائندگی و صدارت اور کئی دیگر بڑے عہدوں پر خواتین بالفعل متمکن ہیں۔

عورت کے لیے اسلام کا تصورِ معاش

اسلام نے عورت کو معاشی فکر سے آزاد رکھا ہے۔ اس کے باوجود وہ اگر معاشی سرگرمیوں میں حصہ لینا چاہے تو حصہ لے سکتی ہے مگر اس کا گھر اس کا اصل محور و مرکز ہے۔ وہ اپنی بنیادی ذمہ داریوں کو کما حقہ ادا کرے، شوہر کی اجازت کے ساتھ ملازمت کرے، مردوں کے ساتھ اس کا اختلاط نہ ہو تو عورت ملازمت کر سکتی ہے۔ اسلام نے معاشی نظام میں عورت کے حقوق کا بھرپور تحفظ کیا ہے۔

قرآن مجید کی روشنی میں

سورۃ النسآء میں ارشاد ہے۔

﴿لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ۝﴾ (۱)

”جو کچھ مردوں نے کسب و عمل کے ذریعہ حاصل کیا، ان کو اس کا حصہ ملے گا اور جو عورتوں نے سعی و عمل کے ذریعہ حاصل کیا ان کو اس کا حصہ ملے گا۔“

حدیث کی روشنی میں

حضرت فاطمہ بنتِ شبیہ وغیرہ کے تذکروں سے پتہ چلتا ہے کہ انصار کی عام عورتیں سلائی کا کام کرتی تھیں۔ (۲)

عہد نبوی میں مدینہ منورہ میں بعض خواتین کاشتکاری کرتی تھیں اور خاص طور پر سبزیاں بوتی تھیں۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ ((كَانَتْ فِينَا امْرَأَةٌ تَجْعَلُ عَلَى أَرْبِعَاءَ فِي مَزْرَعَةٍ لَهَا سَلْقًا))(۳)

سہل بن سعد ایک انصاری خاتون کا تذکرہ کرتے ہیں جو اپنی کھیتی میں پانی کی نالیوں کے اطراف چقندر کاشت کیا کرتی تھی......اور جمعہ کے روز سہل اور دوسرے صحابہ کرام کو چقندر اور آٹے سے تیار کردہ حلوا

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

کھلاتی تھیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ جب ان کی خالہؓ کو طلاق ہوئی تو انہیں عدت کے دوران اللہ کے نبی ﷺ نے فلاحت کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا:

((اُخْرُجِیْ فَجَدِّیْ نَخَلُكِ لَعَلَّكَ أَنْ تَصَدَّقَ مِنْهُ أَوْ تَفْعَلِیْ خَیْرًا)) (۴)

''آپ باہر جا کر کھیتوں میں کام کاج کیا کریں اور کھجور کے درخت کاٹا کریں تا کہ اس آمدنی سے صدقہ کریں یا بھلائی کا کوئی اور کام کرسکیں۔''

عہد نبوی میں صحابیات رضی اللہ عنہن مختلف معاشی سرگرمیوں میں حصہ لیتی رہی ہیں، سلائی کڑھائی (خیاطت)، کاشتکاری (فلاحت)، تجارت (۵) اور طبابت و جراحت (۶) کے شعبوں میں خواتین اپنے ہاتھ سے محنت کر کے رزقِ حلال کماتی رہی ہیں، ام المومنین حضرت سودہؓ طائف کی کھالیں درست کرتی اور ان کو دباغت دیتی تھی، ان صنعتوں کے علاوہ صحابیات اور کام بھی کرتی تھیں۔(۷)

ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا اپنے ہاتھ سے محنت کر کے کچھ اشیاء تیار کر کے فروخت کر دیتی تھیں اور اس طرح سے حاصل شدہ کمائی کی ساری رقم ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیتی تھیں۔ اور اسی بناء پر ان کا لقب ''ام المساکین'' مشہور ہو گیا تھا۔

بعض صحابیات نے بوقتِ ضرورت غزوات کے سفر میں اس لئے شمولیت اختیار کی تھی تا کہ وہ میدان جہاد سے پیچھے رہ کر مسلمان مجاہدین کے لئے کھانا پکانے کا انتظام کرسکیں۔ نیز زخمی فوجیوں کی مرہم پٹی اور بیمار پرسی کرسکیں۔

حضرت ام عطیہ انصاری روایت کرتی ہیں کہ

((غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ سَبْعَ غَزَوَاتٍ، أَخْلُفُهُمْ فِیْ رِحَالِهِمْ ، فَأَصْنَعُ لَهُمُ الطَّعَامَ، وَأُدَاوِی الْجَرْحٰی، وَ أَقُوْمُ عَلَی الْمَرْضٰی)) (۸)

''میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات غزوات میں شرکت کی، میں ان کی زخمیوں میں پیچھے رہی، ان کے لئے کھانا تیار کرتی، زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی اور بیمار پرسی کرتی۔''

الغرض اسلام مسلمان عورت کو روزگار کے لئے مختلف شعبوں میں کام کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ لیکن اصولاً اسے فکرِ معاش سے فارغ رکھا گیا ہے۔

سید جلال الدین انصر عمری اپنی کتاب ''مسلمان عورت کے حقوق اور ان پر اعتراضات کا جائزہ'' میں

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

رقم طراز ہیں:

''اسلام نے عورت پر کوئی معاشی ذمہ داری نہیں ڈالی ،صرف یہی نہیں کہ اس پر اپنی اولاد، ماں، باپ یا کسی قریب سے قریب تر رشتہ دار کی معاش کا بوجھ نہیں ہے۔ بلکہ خود اس کی معاشی ذمہ داری بچپن میں اس کا باپ اٹھاتا ہے۔شادی کے بعد یہ ذمہ داری شوہر پر عائد ہوتی ہے۔ اولاد اس قابل نہ ہوتو باپ یا کسی قریبی محرم کو اس کی کفالت کا بوجھ اٹھانا پڑتا ہے۔''(۹)

مسٹر جسٹس آفتاب حسین "Status of women in Islam" میں لکھتے ہیں:

''اسلام نے مرد اور عورت کو معاشی آزادی، مالی حقوق اور قانونی طریقہ کار میں مساوی درجہ دیا ہے۔ وہ کوئی بھی جائز پیشہ اختیار کرسکتی ہے، اپنی آمدنی کی مالک بن سکتی ہے، وراثت میں حصہ پاسکتی ہے اور اپنی مرضی سے اپنی ملکیت میں تصرف کرسکتی ہے۔''(۱۰)

پاکستانی خاتون کی حقیقی معاشی صورتحال

آج کل خواتین پہلے کے مقابلے میں کافی زیادہ بیرون خانہ ذمہ داریوں سے منسلک ہیں۔اس طرح ان کو دوہری ذمہ داریاں ادا کرنا پڑتی ہیں۔ دفتروں یا تعلیمی اداروں میں اور گھروں میں محنت سے کام کرنا پڑتا ہے۔ رجحان کچھ اس طرح کا ہوگیا ہے کہ مرد چاہتا ہے کہ اس کی بیوی یا ہونے والی بیوی یعنی منگیتر کمانے والی ہو، جاب کرتی ہو رشتے ناتے اسی بنیاد پر کیے جاتے ہیں کہ لڑکی پڑھی لکھی ہو، وہ جاب کرتی ہو اور جاب کو شادی کے بعد جاری رکھے۔

حال ہی میں مضمون نگار نے سکولوں، کالجوں اور دفتروں میں ملازمت کرنے والی خواتین کی ایک کثیر تعداد سے سروے کیا۔اور تقریباً 80 فی صد ملازمت پیشہ خواتین نے اس حقیقت کا اعتراف کیا کہ ان کی شادی کی بنیادی وجہ ''جاب'' تھی۔شادی سے پہلے بھی وہ سروس کررہی تھیں اور شادی کے بعد بھی انہوں نے اپنی سروس کو جاری رکھا کیونکہ ان کے شوہر پڑھی لکھی کماؤ بیوی اور سسرال والے پڑھی لکھی کماؤ بہو کے خواہش مند تھے۔

ہمارے معاشرے کا یہ عمومی رجحان بن گیا ہے کہ لڑکی یا عورت اگر پڑھی لکھی ہو اور وہ جاب نہ کرے تو پھر معاشرہ سمجھتا ہے کہ اس کے پڑھے لکھے ہونے کا کیا فائدہ؟ اور شوہر اور سسرال والے سمجھتے ہیں کہ ہمیں ایسی بیوی اور بہو کا کیا معاشی فائدہ ہے؟ چنانچہ عورت کا اب پڑھا لکھا ہونا اور جاب کرنا تقریباً لازم وملزوم بن گیا ہے۔اگر کوئی عورت اعلیٰ تعلیم یافتہ ہو اور جاب نہ کرتی ہو تو لوگ اس کے بارے میں گویا تشویش کا شکار ہو

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

جاتے ہیں اور سوالات کی بھرمار کر دیتے ہیں۔ پھر اگر خواتین صرف خانہ داری ہی چلا رہی ہوں تو مردوں کے اس طرح کے تبصرے ان کو سننے کو ملتے ہیں۔

☆ ''سارا دن گھر میں بیکار رہتی ہو، کوئی کام کرو۔''

☆ ''تم سارا دن گھر میں کرتی کیا ہو؟ موجودہ مہنگائی کا ساتھ تمہیں کسی نہ کسی شکل میں دینا پڑے گا۔''

☆ ''تمہاری تعلیم اگر زیادہ ہوتی تو تمہیں بھی کسی نہ کسی جگہ جاب مل جاتی۔''

☆ ''آرٹس پڑھنے کا کیا فائدہ، اگر کوئی ٹیکنیکل مضمون پڑھا ہوتا تو آج تمہاری بھی اچھی بھلی جاب ہوتی۔'' وغیرہ وغیرہ

اوپر سے این۔جی۔اوز کے تقاضے اور یو۔این۔او کا معاشرتی اور حکومتی سطح پر دباؤ ہے کہ زیادہ سے زیادہ خواتین کو معاشی عمل میں شریک کریں اور ان کو معاشی طور پر مضبوط و طاقتور بنائیں۔ حال یہ ہو گیا ہے کہ کسی گھریلو خاتون سے پوچھا جائے کہ ''آپ کیا کرتی ہیں؟'' تو وہ ''خاتون خانہ ہونے یا ''ہاؤس وائف'' ہونے کا جواب دینے سے شرماتی ہے گویا آج کل خواتین کی جاب اور بیرون خانہ سرگرمیاں ایک ''سوشل سٹیٹس'' بھی بن گیا ہے۔ یعنی معاشرے میں انہی خواتین کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے جو بیرون خانہ کچھ نہ کچھ کام سرانجام دیتی ہیں اور پھر گھر کے لیے کما کر لاتی ہیں۔ وہ مہنگائی سے نبرد آزما ہونے اور گھریلو اخراجات چلانے کے لیے دفاتر، کارخانوں، کاروباری مراکز، بوتیکس، سکول، کالج، یونیورسٹی، ہسپتال، عدالتوں، ہوائی جہازوں اور اعلیٰ معیار کی بسوں، ٹی وی، ریڈیو حتیٰ کہ سپر سٹورز میں سیلز گرلز کی ڈیوٹی بھی سر انجام دیتی نظر آتی ہیں۔

کئی تعلیم یافتہ خواتین نے اپنے گھروں میں ٹیوشن سنٹرز کھول رکھے ہیں کچھ سلائی کڑھائی کر کے اپنا گزارہ چلاتی ہیں۔ فیشن ڈیزائنگ کا کام بھی اپنے عروج پر ہے۔ لباس کے بدلتے رجحان اور بدلتے فیشنوں نے اس کام کو بھرپور ترقی دی ہے۔ گلی گلی، محلّہ محلّہ بیوٹی پارلرز بنانے، چلانے اور بیوٹیشن کا کورس سیکھنے اور سکھانے کی وبا بڑھتی جارہی ہے۔

زندگی کی ہیئت بدل چکی ہے۔ پہلے عورت چکی پیستی تھی، دوردراز کنوؤں سے پانی بھر کر لاتی تھی، ہاتھ سے کپڑے دھوتی تھی، زندگی سادہ تھی اور ضروریات محدود تھیں۔ مرد کی کمائی میں برکت ہوتی تھی اور ساری ضروریات آسانی سے یا تنگی ترشی سے، بہرحال اس سے پوری ہو جاتی تھیں۔ اب جدید سائنسی سہولتوں نے زندگی کا انداز بدل دیا ہے۔ معیار زندگی بلند ہو گیا ہے۔ ان سہولتوں سے استفادہ کرنے کے لیے بھی اس کو

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

اپنے شوہر کے ساتھ معاش میں حصہ ڈالنا پڑتا ہے۔ زندگی کے مختلف شعبوں میں کام کرنے والی یہ خواتین ''ورکنگ وومین'' کہلاتی ہیں۔

اس کے علاوہ وہ خواتین بھی ہیں جو دوسروں کے گھروں میں جا کر گھر کے مختلف کام کرتی ہیں، برتن اور کپڑے دھوتی ہیں، صفائی کرتی ہیں، کپڑے استری کرتی ہیں بچوں کو سنبھالتی ہیں، بعض اوقات کھانا پکانے کا کام بھی کرتی ہیں اور عرفِ عام میں اماں، ماسی یا باجی وغیرہ کہلاتی ہیں۔ دیہاتوں میں خواتین اور بچیوں کی کثیر تعداد کھیتوں میں جاتی ہیں اور فصل کی بوائی، کٹائی، فصل کو بوریوں میں بھرنے وغیرہ کے عمل کو سرانجام دیتی ہیں۔ اس طرح روز محنت مزدوری کر کے روز کی کمائی شام کو گھروں میں لے کر آتی ہیں۔ ان خواتین اور بچیوں کو لیبر کہتے ہیں۔ گھروں میں کام کرنے والی ملازماؤں اور کھیتوں میں محنت مزدوری کر کے اپنا گھر چلانے اور اپنے بچوں کا پیٹ پالنے والی لیبرز کو معاشرے میں کوئی قدر و منزلت حاصل نہیں ہوتی اور نہ ہی انہیں اپنے کام کے سلسلے میں کوئی خصوصی سہولیات حاصل ہوتی ہیں۔ اس طرح مل ملا کر ہمارے معاشرے کی تقریباً 40٪ فی صد خواتین (رسمی طور) پر ''ورکنگ وومین'' کہلاتی ہیں اور غیر رسمی طور پر ان کا تناسب تقریبا 70٪ فی صد ہے۔

پاکستانی ملازمت پیشہ خواتین کے مسائل:

سرکاری ملازمتوں میں اعلیٰ تعلیم یافتہ خواتین کی ملازمت کے حقوق مردوں کے مساوی ہیں۔ بعض پرائیویٹ ملازمتیں بھی بہت اچھی ہوتی ہیں لیکن عموماً ان میں خواتین کو مسائل کا سامنا زیادہ کرنا پڑتا ہے اور ان کا کوئی پرسانِ حال نہیں ہوتا۔ جس عورت کو سرکاری ملازمت حاصل ہوتی ہے وہ اسے اپنی خوش قسمتی تصور کرتی ہے۔

جائے ملازمت پر ''خواہ وہ گورنمنٹ ہوں یا پرائیویٹ'' ان ملازمت پیشہ خواتین کو انتظامی عملہ کی جانب سے، مرد ملازموں کی طرف سے بہت زیادہ تحفظ کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ عموماً ادارے کا مینجر، سپر وائزر یا مخلوط تعلیمی اداروں میں آفیسر وغیرہ ان خواتین کو کارکردگی کے حوالے سے طعن وتشنیع کے تیر چلانا، کبھی جنسی چھیڑ چھاڑ کرنا اور خوفزدہ رکھنا اپنا حق سمجھتے ہیں۔ الا ماشاءاللہ

گھر سے جائے ملازمت کا آمدورفت کا مسئلہ بھی پریشان کن ہوتا ہے، راستے میں بسوں ویگنوں میں اپنی عزت کو محفوظ رکھنا مشکل مراحل ہیں۔ اب بڑے شہروں مثلاً لاہور، کراچی وغیرہ میں بسوں کا ایک حصہ خواتین کے لیے مخصوص ہوتا ہے مگر ویگنوں میں جو صورتحال ہوتی ہے وہ خاطر خواہ تسلی بخش نہیں ہوتی۔ نیز

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

بسوں ویگنوں میں بے ہودہ اور فضول گانے مع موسیقی لگے ہوتے ہیں۔اس کے علاوہ بعض اوقات جائے ملازمت پر خواتین کے لیے الگ واش رومز کا انتظام نہیں ہوتا جس کی وجہ سے خواتین کو کافی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

مگر ان سب سے زیادہ تکلیف دہ مرحلہ وہ ہوتا ہے جب گھر میں اس کو سارا کام خود ہی کرنا پڑتا ہے۔ شوہر کسی گھریلو معاملے میں تعاون کے لیے تیار نہیں ہوتا۔مشترکہ خاندان ہو تو صورتحال اور گھمبیر ہو جاتی ہے۔شوہر، ساس، سسر، دیور، نندوں کے طعنے سننے پڑتے ہیں۔اس کے روتے بچے کو ساس، نند وغیرہ کوئی اٹھانے یا نہلانے دھلانے کے لیے یا سنبھالنے کے لیے تیار نہیں ہوتیں۔اس ملازمت کی وجہ سے سب سے زیادہ وہ خود اور اس کے بچے متاثر ہوتے ہیں۔کہیں بچوں کی تعلیم تو کہیں بچوں کی تربیت متاثر ہو رہی ہوتی ہے۔خود ورکنگ وومین کی اپنی صحت بھی تسلی بخش نہیں رہتی۔گھر اور ملازمت کا دوہرا بوجھ اور مکمل آرام میسر نہ آنا اس کے لیے مسئلہ بنا دیتا ہے۔مزید براں چھوٹے بچوں کے لیے ڈے کیئر سنٹر اس کا مستقل مسئلہ ہوتا ہے۔کہیں بچے کی پیدائش پر چھٹی لینا (میٹرنٹی لیو) اس کے لیے پریشانی کا باعث بن جاتی ہے۔

تعلیم و تدریس کے شعبے میں خواتین اساتذہ اور ان کے مسائل

ملازمت پیشہ خواتین میں سے اکثر تو ٹیچرز ہوتی ہیں۔جگہ جگہ اکیڈمیاں اور ٹیوشن سنٹر کھلے ہوئے ہیں۔پرائیوٹ سکول کھمبیوں کی طرح اگ آئے ہیں۔اکثر طالبات امتحان سے فراغت کے بعد ان اکیڈمیوں اور پرائیوٹ سکولوں کا رخ کرتی ہیں۔حیرت کی بات ہے کہ ایک بی۔اے، بی۔ایڈ اور ایم۔اے، ایم ایڈ کرنے والی طالبہ عموماً یہاں تین ہزار، چار ہزار روپیہ ماہوار پر کام کر رہی ہوتی ہے۔بلکہ خود گورنمنٹ کالجوں میں ڈبل شفٹ میں کام کرنے والی اکثر اساتذہ، اچھے نمبروں میں ایم۔اے، ایم۔ایس سی کرنے والی صرف پانچ سات ہزار روپیہ ماہانہ پر پورا دن وہاں محنت سے کام کرتی ہیں۔وہ بھی کنٹریکٹ پر۔جی ہاں صرف سات یا آٹھ ماہ کا کنٹریکٹ تعطیلات موسم گرما کے دوران ان کو فارغ کر دیا جاتا ہے کہ بعد میں کسی اور ضرورت مند کو رکھ لیں گے۔

ہمارے اساتذہ کے ساتھ قائدین قوم کا یہ رویہ ہے۔چھ ہزار تو پہلے گریڈ کا ملازم بھی مہینہ کا وصول کر لیتا ہے مگر یہ تین ہزار، چار ہزار اور پانچ یا سات ہزار استادوں کو ماہانہ تنخواہ دینا۔یہ قوم کا تعلیم کے ساتھ کیا مذاق ہے؟ یہ وہ نوجوان بچیاں ہوتی ہیں جو وقت گذاری کے لیے ملازمت کرتی ہیں۔ان کا اپنا یہ خیال ہوتا ہے کہ اس سے ان کا اپنا خرچہ پورا ہو جائے گا۔اس تنخواہ سے ایک دو سوٹ ہی بن جائیں گے یا جہیز کی تیاری میں

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ان کا اپنے والدین کے ساتھ کچھ تعاون ہو جائے گا۔اسی طرح فیکٹریوں میں کام کرنے والی خواتین کوبھی مردوں کے مقابلے میں بہت کم معاوضے ملتے ہیں۔

طب کے شعبے میں خواتین اوران کے مسائل:

طب کے شعبے میں خواتین کو کام کرنے کی حقیقی ضرورت موجود ہے تاکہ خواتین کے طبی مسائل خود خواتین ہی حل کریں اوران کو مرد ڈاکٹر کے پاس نہ جانا پڑے۔لیڈی ڈاکٹرز،نرسوں،لیڈی ہیلتھ وزٹرز، دایائیں وغیرہ ہسپتالوں،پرائیویٹ کلینکوں اورگھروں میں یہ کام کررہی ہیں۔مخلوط تعلیمی اداروں میں میڈیکل کی طالبات اور نرسیں مرد اساتذہ سے تعلیم اور عملی طبی تربیت حاصل کرتی ہیں۔خواتین اساتذہ کی تعداد مردوں کے مقابلے میں بہت کم ہے۔پھرمخلوط ہسپتالوں میں خواتین کے ساتھ ساتھ مرد مریضوں کوبھی چیک کرنااوران کی دیکھ بھال کرنی ہوتی ہے۔

دن اورات کی ڈیوٹیوں کے مختلف مسائل پیدا ہوتے ہیں، پردہ، گھر سے ہسپتال آمد و رفت کی مشکلات،مرد میڈیکل آفیسروں کی ماتحتی میں کام کرناوغیرہ۔کئی طرح کے مسائل کا خواتین کوسامنا کرنا پڑتا ہے۔بہت ساری جگہوں پرمرد نرس بھی کام کر سکتے ہیں بلکہ مرد ہونے کے ناطے وہ مردوں کی خدمات بہتر طریقے سے سرانجام دے سکتے ہیں لیکن نرسنگ کا شعبہ عام طور پرخواتین نرسوں کے لیے مخصوص سمجھا جاتا ہے۔خواتین نرسیں، ڈاکٹرز وغیرہ اگرصرف خواتین مریضوں کے علاج معالجے کے لیے مخصوص ہوں تو نہ صرف ان کے اپنے مسائل کم ہونگے بلکہ مریض خواتین بھی ان سے علاج میں آرام اورراحت محسوس کریں گی۔بہر حال شعبۂ تدریس اور شعبہ طب،ان دونوں شعبوں میں عورتوں کا کام کرنا خود معاشرے کی اپنی ضرورت ہے۔جن خواتین کے پاس اہلیت ہو،انہیں ان شعبوں میں ضرور کام کرنا چاہیے۔مگر علم کے معماروں کا یوں استحصال کرنا،خودعلم کو بے وقار کرنے اوراپنے مستقبل کو پامال کرنے کے مترادف ہے۔یہ ہمارے لیے لمحہ فکریہ ہے ایک طرف اساتذہ اورڈکٹرز وغیرہ کی فکری واخلاقی تربیت کرنااورعلمی اضافے کے لیے وقتاً فوقتاً ریفریشر کورسز کروانا ضروری ہے تو دوسری طرف ان کو معاشرے میں عزت و وقار دینا اور مناسب مشاہرہ دینا بھی لازمی ہے۔

گھروں میں کام کرنے والی خواتین (ماسیوں) کے مسائل

ایک اورسنگین مسئلہ ان بیچاری مظلوم خواتین کا ہے جو دیہاتوں سے اٹھ کر بڑے شہروں کے مضافات

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

میں آ کر بس جاتی ہیں۔ دیہات میں کھیتی باڑی یا محنت مزدوری سے ان کا گزارہ نہیں ہوتا تو پورا گھرانہ وہاں سے اٹھ کر کسی شہر میں آ گیا۔ جھگی ڈالی یا کچا پکا ایک کمرے کا گھر کرائے پر لے لیا۔ مردوں نے کام تلاش کیا، محنت مزدوری کی کوشش کی مگر کام نہ ملا یا کام ملا اور اس سے گزارہ نہ ہوا تو اپنی خواتین پر دباؤ ڈالا کہ اب لوگوں کے گھروں میں کام کاج کر کے اور کچھ مانگ تانگ کر لاؤ۔ اب یہ خواتین تین چار گھروں کا کام لے لیتی ہیں۔ کسی کے گھر صفائی کرنا، کہیں کپڑے دھونا اور کسی کے برتن صاف کرنا، ہر گھر سے جو کھانے پینے کا سامان ملے، وہ بھی لے لینا، کچھ مانگ تانگ کر لے آنا۔ جن گھروں میں یہ کام کرتی ہیں وہ اپنے اور اپنے بچوں کے استعمال شدہ کپڑے وغیرہ بھی انہیں دے دیتی ہیں۔ مرد چونکہ گھروں میں سارا دن بے کار رہتے ہیں تو چڑ چڑے ہو جاتے ہیں اور سارا غصہ بیویوں پر نکالتے ہیں۔ سارا دن لوگوں کے گھروں میں کام کر کے تھک ٹوٹ کر گھر جاتی ہیں تو مرد ذرا ذرا سی بات پر ہڈیاں توڑنے کو تیار ہوتے ہیں۔ گھریلو کاموں یا بچوں کو سنبھالنے میں کسی قسم کے تعاون کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بعض مرد تو نشہ کرنے لگتے ہیں۔ اب اس نشے کا خرچہ بھی انہی خواتین نے پورا کرنا ہوتا ہے۔

یہ مظلوم خواتین سارا دن جسمانی مشقت اور دوڑ دھوپ میں گزارتی ہیں، تو رات پھر گھر میں آرام کی بجائے لڑائی جھگڑے، طعنے اور مار پیٹ برداشت کرتی ہیں۔ ان پریشانیوں میں وہ بیمار ہو جاتی ہیں۔ عموماً وہ ہر وقت مانگتی پائی جاتی ہیں۔ وسائل کی کمی، غربت اور بے روزگاری کی بہتات اور بنیادی انسانی حقوق سے محرومی سے سب سے زیادہ متاثر طبقہ ان خواتین ہی کا ہے۔ اس طبقے کے اوپر ہونے والے مظالم کا مداوا کس لیڈی کونسلر، رکن اسمبلی، سینیٹر خاتون یا این جی او نے کرنا ہے، ان کو ان کے حقوق کون مہیا کرے گا؟ کون ان کے مسائل و مشکلات کو منظرِ عام پر لائے گا؟ ان کے لیے قانون سازی کیسے ہوگی؟ یہ سب سوالات حل طلب ہیں۔ بہر حال اس طرح شہروں کا رخ کرنے والی خواتین (اپنے مردوں کے بے کار رہنے کی وجہ سے) بہت اذیت ناک صورتحال سے دو چار ہو رہی ہیں۔ مزید براں شہروں میں اس طرح کے لوگوں کی کثرت سے آمد اور رہائش کی وجہ سے بہت سے مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔

صورتحال کا مجموعی جائزہ

صورتحال کا مجموعی جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس طرح ''ورکنگ وومین'' چار پانچ گنا زیادہ بوجھ تلے دبی ہوتی ہیں۔

1۔ کندھوں پر دوہرا بوجھ، (گھر کا کام چلانا اور ملازمت کی ذمہ داریاں ادا کرنا)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

2۔ گھر والوں کے طعنے سننا

3۔ آمدورفت کے مسائل

4۔ آنے جانے کے دوران اور جائے ملازمت پر ہر وقت عدم تحفظ کا احساس

5۔ مردوں کے مقابلے میں کم معاوضے

سیدھی سی بات یہ ہے کہ عورت چند ایک ملازمتوں کے سوا دوسرے مقامات پر انصاف نہیں کر پاتی۔ انجینئر اور جج بن کر، چوکوں پر آٹھ دس گھنٹے کی مسلسل ڈیوٹی دے کر، پائلٹ اور ائیر ہوسٹس بن کر، سوفٹ ویئر انجینئر اور بینک مینیجر بن کر اور خصوصاً فوج میں مردوں کی طرح کارکردگی نہیں دکھا سکتی کہ یہ شعبے اصلاً مرد کے ہیں اور وہاں جا کر مردوں کو تو جاب سے محروم ہو کر کے ان کی سیٹ پر عورت بیٹھے گی تو یہ اہل مردوں کے ساتھ زیادتی ہے۔ اور عورتیں اپنی طبعی نفسیات کی بنا پر ان شعبوں میں صحیح کام نہ کر سکیں تو معاشرے کا نقصان ہے۔ گھر میں موجود نہ ہونے کی بنا پر بچوں کا نقصان، شوہر کا نقصان، گھر کے بوڑھے اور مریضوں کی تیمارداری کون کرے؟ اس طرح معاشرے کا بنیادی ادارہ خاندان شدید متاثر ہوتا ہے جب کہ خود عورت کی عفت و عصمت پامال ہونے کا خدشہ لاحق دیتا ہے۔ وہ ہر وقت ذہنی دباؤ کا شکار رہتی ہے جس کی وجہ سے اس کی صحت بھی متاثر ہوتی ہے۔ چار پیسے تو گھر میں آ گئے مگر گھر میں خاتونِ خانہ کی عدم موجودگی میں کام کرنے والی ماسی نے جو فضول خرچی سے، چوری چکاری سے گھر والی کو نقصان پہنچایا۔ بعض اوقات چوروں کا پورا گروہ گھر لے آئی جو گھر کا سب کچھ اجاڑ کر، لوٹ کر چلا گیا۔ تو بتایئے آمدوخرچ کا پورا جائزہ لے کر کہ گھر کو اخلاقی، مالی اور اطمینان وسکون کے لحاظ سے کتنا فائدہ اور کتنا نقصان ہوا؟ اور خود عورت کی اپنی ذات اس سے کس قدر متاثر ہوئی؟

پروفیسر ثریا بتول علوی صاحبہ ''جدید تحریکِ نسواں اور اسلام'' میں عورت کی موجودہ صورتحال کے حوالے سے لکھتی ہیں:

> ''یہ ٹھیک ہے کہ ان سب باتوں کے باوجود آج عورت کی معاشی پوزیشن پہلے سے کچھ اچھی ہوگئی ہے مگر کس قیمت پر؟ دین و اخلاق کی قربانی دے کر، دامن عفت وعصمت کو داغدار کرنے کے بعد! کیونکہ سارے ذرائع معاش تو مردوں کے پاس ہیں اور عورت اس کے کاروبار کی پبلسٹی کے لیے ایک ذریعہ ہے۔ ہر معمولی سے معمولی چیز پر بھی عورت کی دلکش تصویر ضرور موجود ہوگی۔ کھلے بازار میں بیٹھ کر مرد کے لیے اس کی مصنوعات ناز وادا سے فروخت کرے،

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ہوٹلوں اور کلبوں میں مہمانوں کا استقبال کرے، ان کی خاطر تواضع کرے، ہوائی جہاز میں ائیر ہوسٹس بنے، بیمار مردوں کی اپنی دلکش مسکراہٹ سے تیمارداری کرے۔'' (۱۱)

حکیم الامت علامہ اقبال نے عورت کے معاشرے میں بڑھتے ہوئے کردار واختیارات کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

''جس قوم نے عورتوں کو ضرورت سے زیادہ آزادی دی، وہ کبھی نہ کبھی اپنی غلطی پر پشیمان ہوتی ہے، عورت پر قدرت نے اتنی اہم ذمہ داری عائد کر رکھی ہے کہ اگر وہ ان سے پوری طرح عہدہ برآ ہونے کی کوشش کرے، تو اسے کسی دوسرے کام کی فرصت نہیں مل سکتی، اگر اس کے اصل فرائض سے ہٹا کر ایسے کاموں پر لگایا جائے، جنہیں مرد انجام دے سکتا ہے، تو یہ طریق کار یقیناً غلط ہوگا۔'' (۱۲)

اسلامی حکمت عملی

دراصل اسلام نے مرد اور عورت دونوں کے دائرہ ہائے کار الگ الگ قرار دیے ہیں جو مبنی بر حقیقت بھی ہیں اور فطرت کے ہم آہنگ بھی۔ اس نے مرد اور عورت دونوں کو انسان قرار دیا۔ دونوں کو اشرف المخلوقات کے درجے پر فائز کیا، دونوں کو حقوقِ انسانی اور جزا و سزا میں یکساں قرار دیا گیا مگر ان کی فطرت اور مزاج کے مطابق ان کو ذمہ داریاں اور فرائض الگ الگ تفویض کیے۔ ان فرائض اور ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں ہی دونوں اصناف کی کامیابی پوشیدہ ہے۔

عورت کی ذمہ داریاں، اسلام کی روشنی میں

عورت کو عطا کردہ قوتیں اور صلاحتیں نسلِ انسانی کی حیات وبقا اور اولاد کی تعلیم و تربیت کے لیے بالکل موزوں ہیں۔ وہ اپنے سینے میں محبت والفت اور ہمدردی وغمگساری کے جذبات رکھتی ہے۔ لہٰذا ہمیشہ اولاد کی دیکھ بھال، گھر کا انتظام وانصرام، کھانے پکانے کی ذمہ داری، مہمان نوازی کا کام، سلائی دھلائی وغیرہ عورت کی ذمہ داریاں سمجھی جاتی ہیں۔

پروفیسر ثریا بتول علوی صاحبہ ''اسلام میں عورت کا مقام ومرتبہ'' میں خواتین کی صلاحیتوں کے بارے میں تحریر کرتی ہیں۔

''عورت کو جو صلاحتیں عطا کی گئی ہیں، وہ بقائے نسلِ انسانی اور بچوں کی تعلیم و تربیت کے

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

لیے بالکل موزوں ہیں، وہ اپنے تن من دھن کی قربانی سے نسلِ انسانی کی پرورش تو کر سکتی ہے مگر رائفلوں، بندوقوں سے جانوروں کا شکار کرنا یا شمشیر و سناں سے دشمن کا مقابلہ کرنا، پل، سڑکیں اور عمارتیں بنانا، پولیس اور فوج کے فرائض انجام دینا اس کے لیے دشوار ہے۔ یہاں اسے ترقی کے خواہ کتنے مواقع حاصل ہوں اور وہ ان میدانوں میں آگے بڑھنے کی کتنی ہی کوشش کرے، اسکی طبعی صلاحتیں اس کا ساتھ دینے سے انکار کر دیں گی۔ وہ ان شعبوں میں اجنبی ہی رہے گی اور کبھی مردوں کی رفتار کا مقابلہ نہ کر سکے گی۔ البتہ وہ اپنے سینے میں محبت والفت اور ہمدردی کے جذبات رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیشہ بچوں کی دیکھ بھال، گھر کا انتظام، کھانے پہنانے کی ذمہ، سلائی دھلائی وغیرہ عورت کی فرائض قرار پائے ہیں۔'' (۱۳)

نبی اکرم ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ اور اپنے داماد حضرت علیؓ کے درمیان ان کی شادی کے بعد کام کاج کی تقسیم کار یوں قرار دی تھی کہ حضرت فاطمہؓ اندرونِ خانہ خدمات سرانجام دیں گی اور حضرت علی باہر کے تمام کام انجام دیں گے۔

علامہ ابن قیم الجوزیؒ زاد المعاد میں تحریر فرماتے ہیں: ''نبی اکرم ﷺ نے خدمت ظاہرہ حضرت علیؓ کو تفویض کی اور خدمت باطنہ کی ذمہ داری حضرت فاطمہؓ کو سونپی۔'' (۱۴)

امام ابن حبیب خدمتِ باطنہ کی تشریح میں فرماتے ہیں:

((الخدمة الباطنه: العجين، و الطبخ، الفرش، و كنس البيت و استقاء الماء، وعمل البيت كله)) (۱۵)

''آٹا گوندھنا، پکانا، بستر کا اہتمام، گھر کی صفائی ستھرائی، پانی لانا اور اندرونِ خانہ سے متعلقہ سارے کام خدمتِ باطنہ کہلاتے ہیں۔''

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے عورت کے اصل مقام کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔

﴿ وَ قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ ﴾ (۱۶)

''اور اپنے گھروں میں ٹکی رہو۔''

یعنی گھر کے اندر رہنا اور بلاضرورت گھر سے باہر نہ جانا، یہ ہی عورت کے لیے حکم ہے۔

بیرونِ خانہ تمام سرگرمیوں کی انجام دہی اور فکر معاش کی ذمہ داری مرد کی ہوتی ہے اور گھر کے اندر مرد کے کما کر لائے ہوئے مال سے گھر کا انتظام کرنا، شوہر کے لیے اطمینان و سکون کی فضا مہیا کرنا، اس کی خدمت

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

کرنا، اس کی اولاد کی صحیح تعلیم و تربیت کرنا اور دیگر تمام امورِ خانہ داری سرانجام دینا یہ سب کام عورت کے ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿ قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا ﴾ (۱۷)

''اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے بچاؤ۔''

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدًا مِنْ نَّحْلٍ أَفْضَلَ مِنْ أَدَبٍ حَسَنٍ)) (۱۸)

''انسان اپنی اولاد کو جو کچھ دیتا ہے اس میں سب سے بہتر عطیہ اولاد کی اچھی تعلیم و تربیت ہے۔''

اولاد پر شفقت اور مہربانی کرنے اور ان کی بہترین تعلیم و تربیت کے معاملے میں نبی اکرم ﷺ نے قریش کی خواتین کی تعریف ان الفاظ میں فرمائی:

((خیر نسآء رکبن الابل صالحو نساء قریب أحناه علی ولد فی صغره و أرعاه علی زوج فی ذات یده.)) (۱۹)

''اونٹوں کی سوار بہترین خواتین قریش کی نیک خواتین ہیں، جو اولاد پر بچپن میں انتہائی مہربان اور نرم ہوتی ہیں اور شوہر کی ملکیتی اشیاء کی دیکھ بھال کرنے والی ہوتی ہیں۔''

ڈاکٹر سید عبداللہ اپنے ایک مضمون ''خواتین کی تعلیم اور ملازمت کا مسئلہ'' میں خواتین کے فرائض کے بارے میں رقم طراز ہیں:

''اسلام کی معاشرتی حکمت میں عورتوں کا فرض بچوں کی پرورش اور خانہ داری ہے اور اس کے بدلے مردوں کا فرض عورتوں بیویوں کی معاشی کفالت ہے تاکہ وہ بے فکر ہو کر اپنے دائرے میں خاندان کی خدمت کر سکیں۔ یہ خدمت ایک بہت بڑا منصب ہے اور جیسا کہ بعض روشن خیال حضرات باور کراتے ہیں، یہ کوئی کمتر فریضہ نہیں بلکہ اصل تعمیر انسانیت اسی فریضے میں مضمر ہے اور اس کی انجام دہی میں مرد کا کام اگر ان اصطلاحوں میں سوچیں تو خادم کا ہے جو بنی نوع انسان کی اس معمار بیوی کو اس کے اہم فریضے کی ادائیگی کے قابل بناتا ہے۔ اس عمل یا دوطرفہ عمل میں عورت کا درجہ بلند تر ہے، شوہر کا درجہ دوسرے نمبر پر آتا ہے مگر مغربی معاشرتی تصورات

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

نے اس تقابل کو منقلب کر کے معاملہ زیروزبر کر دیا ہے۔"(۲۰)

عورت گھر کی مالکہ ہے اور اس سے اس ذمہ داری کی ادائیگی کے متعلق پوچھ گچھ بھی ہوگی۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔

((اَلْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهِ وَهِيَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْهُمْ)) (۲۱)

"عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں کی نگران ہے اور اس سے ان (ذمہ داریوں) کے متعلق باز پرس کی جائے گی۔"

اجتماعی عبادات سے مستثنٰی

عورت کی یہ ذمہ داریاں بڑی اہم ہیں۔ لہٰذا اسے بیرونِ خانہ جا کر ادا کرنے والی تمام اجتماعی عبادات سے مستثنٰی قرار دیا گیا ہے۔ مثلاً نماز باجماعت کی ادائیگی کے لیے مسجد میں جانا، نمازِ جمعہ یا نمازِ جنازہ پڑھنا وغیرہ۔ معاشی جدوجہد سے اسے رخصت دی اور جہاد جیسی اہم ترین جانی و مالی عبادت سے بھی بالکل فارغ رکھا گیا ہے۔ اور گھر کے اندر نماز کی انفرادی ادائیگی کے لیے بھی اسے ترغیب دلائی گئی ہے کہ گھر کے اندر بھی وہ حصہ زیادہ بہتر ہے جو گھر کا زیادہ سے زیادہ حصہ ہو۔

چنانچہ ارشاد فرمایا:

((خَيْرُ مَسَاجِدِ النِّسَآءِ قَعْرُ بُيُوْتِهِنَّ.)) (۲۲)

"عورتوں کے لیے بہترین مساجد (یعنی عبادت کی جگہ) ان کے گھروں کے سب سے اندرونی حصے ہیں۔"

نمازِ جمعہ میں عورتیں پردے کے اہتمام کے ساتھ اگرچہ شرکت کر سکتی ہیں تاہم یہ اجتماعی عبادت عورت پر فرض نہیں ہے۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

((اَلْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ فِيْ جَمَاعَةٍ إِلَّا أَرْبَعَةً: عَبْدٌ مَمْلُوْكٌ أَوِ امْرَأَةٌ أَوْ صَبِيٌّ أَوْ مَرِيْضٌ.)) (۲۳)

"نمازِ جمعہ ہر مسلمان پر باجماعت پڑھنا واجب ہے، البتہ غلام، عورت، بچہ اور مریض اس سے مستثنٰی ہیں۔"

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

نمازِ جنازہ میں شرکت سے خواتین کومنع کر دیا گیا۔حضرت ام عطیہؓ روایت کرتی ہیں:

((نُهِيْنَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا)) (۲۴)

''ہمیں (خواتین کو) جنازے کے پیچھے جانے سے منع کر دیا گیا ہے، تاہم اس بارے میں زیادہ سختی نہیں کی گئی۔''

جہاد، اسلام کا اہم ترین فریضہ اور کلمۃ اللہ بلند کرنے کا سبب ہے لیکن یہ بھی عورتوں پر فرض نہیں ہے، صرف مردوں پر فرض ہے۔

حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت فرمایا:

''کیا عورتوں پر بھی جہاد فرض ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا:

((نَعَمْ عَلَيْهِنَّ جِهَادٌ لَا قِتَالَ فِيْهِ. اَلْحَجُّ وَ الْعُمْرَةُ)) (۲۵)

''جی ہاں! ان پر بھی جہاد فرض ہے لیکن لڑائی والا جہاد نہیں، ان کا جہاد حج اور عمرہ ہے۔''

خاندان کا محوراور مرکز ''ماں'' ہے۔

مندرجہ بالا تمام اجتماعی امور سے عورت کو اس لیے الگ رکھا گیا ہے کہ اس کی ہمہ وقت گھر کے اندر موجودگی لازم ہے۔ یہ بات صدفی درست ہے کہ خاندان کا محوراور مرکز ''ماں اور صرف ماں'' ہے۔مسلمانوں کی تاریخ کے اوراق پلٹ کر دیکھیں تو واضح طور پر نظر آتا ہے کہ درحقیقت ترقی انہی ادوار میں اور انہیں جگہوں پر ہوئی ہے جہاں عورت بحیثیت ماں گھر کے اندر موجود تھی اور خاندان کو مضبوط بنانے کا اہم کردار بخوبی سر انجام دے رہی تھی اور نسلوں کی صحیح تعلیم وتربیت کا سلسلہ جاری وساری تھا۔

پروفیسر خورشید احمد ''نیا دور، نئے چیلنجز اور مسلمان عورت'' کے ''پیش لفظ'' میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''اسلامی تاریخ میں مسلمانوں پر نشیب وفراز کے بے شمار دور آئے ہیں اور عروج وزوال سب ہی ہماری قسمت کا حصہ رہے ہیں لیکن خواہ ترقی کا دور ہو یا تنزل اور ابتری کا۔ترقی انہی ادوار میں ہوئی ہے جب خاندان کا ادارہ مضبوط تھا اور مسلمان عورت اپنے کلیدی کردار کو بخوبی انجام دے رہی تھی، اور زوال، تنزل اور تباہی کے ایام میں بھی اگر ہماری قوت کا کوئی آخری منبع اور پناہ کے لیے آخری حصار تھا تو وہ ماں کی گود اور خاندان کا ادارہ ہی تھا۔'' (۲۶)

تاریخ گواہ ہے کہ عموماً معاشرے تبھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار رہے ہیں جب عورت اپنا گھر چھوڑ دیتی ہے

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

اور معاشرے میں نام ونہاد ترقی کے نام پر مردوں کے بہتے ریلے میں شامل ہو کر معاشی ترقی کے عمل میں اپنا غیر اہم کردار ادا کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ لہٰذا تنزل اور تباہی و بربادی کے تمام ادوار میں عورت ہمیشہ سب سے آگے ہوتی ہے جیسا کہ آج مغرب اور مغربی اداروں کا حال ہے۔

؎ عورت نے گھر چھوڑ دیا، عہدِ وفا کو توڑ دیا
صبر و رضا کی پتلی نے، صبر کا دامن چھوڑ دیا

Universal History of the world (دنیا کی عالمی تاریخ) کا مقالہ نگار ''سیاست میں زنانہ اثر'' کے باب میں مختلف تہذیبوں اور مختلف تاریخی ادوار کا جائزہ لیتے ہوئے مردوں اور خواتین کے دائرہ کار کے امتیازی پہلوؤں کو نمایاں کرتے ہوئے اپنے مضمون کا اختتام ان الفاظ میں کرتا ہے۔

''ہمارا جو موقف ہے اور جو کچھ تاریخی اعداد و شمار جمع کیے گئے ہیں، اس استدلال کا محکم ثبوت ہیں کہ تاریخ کا صحت مند ترین دور وہ رہا ہے جب کہ آبادی میں سے مرد آبادی اپنی سماجی ذمہ داریوں اور کردار اور خواتین سے تعلق میں اس طرح فرق کرتے تھے تا کہ سیاست میں خواتین کا بلواسطہ یا بلا و بلاواسطہ کردار ممکن نہ تھا۔ خواتین کے غلبے کا دور ایک کلیہ کے طور پر عمومی زوال کا ایک حصہ ہوتا ہے۔'' (۲۷)

پروفیسر رچرڈ ولکنز امریکہ کی ریاست UTAH کی یونیورسٹی میں قانون کے پروفیسر ہیں۔ وہ مغربی معاشرے میں عورت بحیثیت ماں کے کردار کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''ماں اور بچے کے لیے تحفظ کے سب سے بڑے ادارے شادی اور خاندان ہیں۔ مغربی معاشرے میں سب سے زیادہ مظلوم عورت اور بچہ ہیں۔ ان سے عبرت حاصل کریں اور اپنے ممالک کو ان تجربات سے بچائیں۔'' (۲۸)

آج پاکستانی معاشرہ مختلف تحدیات سے دوچار ہے جن میں گلوبلائزیشن، مادیت، خواتین کی قومی ترقی کے دھارے میں شمولیت، میڈیا کی ترقی، این۔ جی۔ اوز کی بھر مار، اسلامی تعلیمات سے دوری اور مغربی ممالک کی نقالی وغیرہ شامل ہیں جنھوں نے ہمارے خاندانی نظام اور اس کی روایات کو دباؤ سے دوچار رکھا ہے۔

خواتین کی سیاسی نمائندگی:

بات مکمل نہیں ہوتی جب تک ہم خواتین کی سیاسی نمائندگی کے بارے میں صورتحال کا جائزہ نہ لے لیں۔ مختلف عالمی کانفرنسوں کے بعد یہ بات سامنے آئی کہ اب عورت کو سیاسی اداروں میں بھی صنفی امتیاز ختم

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

کرنے کے لیے برابری کی یعنی 50 فی صد نمائندگی دی جائے۔خواتین کی یہ عالمی کانفرنسیں مثلاً بیجنگ، بیجنگ پلس فائیو، قاہرہ کانفرنس اورسیڈا کنونشن وغیرہ یہ سب منعقد کرنے والے مرد ہیں۔ یہ وہ مرد ہیں جو اپنے ذاتی مفادات کے لیےعورت کی ترقی اوراسکی مساوات کانعرہ بلند کرتے ہیں۔ یہ دجالی کارندے ہیں جو فطرت کی دی ہوئی تقسیم کارکوالٹ دیناچاہتے ہیں۔

پاکستان میں خواتین کو بلدیاتی نظام میں 33 فی صد نمائندگی بھی ملی۔ پارلیمینٹ اورسینٹ میں 17 فی صد کا کوٹہ بھی ملامگراس ضمن میں نہ عورت کی تربیت کی گئی اور نہ مرد کی۔لہٰذانتیجہ کچھ اچھا نہ نکلا۔اسمبلی ہاؤس کےنزدیک بیوٹی پارلرتو بن گئےمگرعورتوں کی سیاسی نمائندگی کے باوجودعورتوں کا کوئی حقیقی مسئلہ حل نہ ہوا۔نہ خودان عورتوں کےحالات بہتر ہوئے۔حتیٰ کہ پارلیمینٹیر ین خواتین کا اپنا بھی کوئی حقیقی مسئلہ حل نہ ہوسکا۔نہ ہی خواتین کے لیےکوئی مناسب قانون سازی ہوسکی۔عورت ان ایام میں بھی انہی مسائل سے دوچار رہی جن کا وہ پہلے سےشکارتھی۔سیاسی اورقومی سطح پرخواتین کےاعلیٰ مقام پرفائز ہونے سےخواتین کےساتھ تشدد یاان کےساتھ ظلم وزیادتی کے واقعات میں کسی قسم کی کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔اس کی ایک جھلک ملاحظہ فرمایئے۔

☆ اسی دور میں (مئی 2007ء) لال مسجد اور جامعہ حفصہ کا واقعہ پیش آیا جس میں معصوم طلباء و طالبات ہزاروں کی تعداد میں شہید ہوئے۔(۲۹)

☆ بےشمارقیمتی افرادغیرملکی دباؤ پرگرفتارکرکے غیرملکیوں کےحوالے کردیے گئے۔ان میں سے ڈاکٹر عافیہ صدیقی جیسی قوم کی بہترین، قابل ترین،اورعفت مآب حافظہ قرآن خاتون کواس کے تین بچوں سمیت ڈالروں کےعوض امریکیوں کوبیچ دیاگیاجنہوں نے اسے 86 سال کی قیدکی سزاسنائی ہے۔ (۳۰)

☆ قبائلی علاقوں پرڈرون حملے ہوئےاوران پر پاک فوج نےخودلشکرکشی کی جس کے نتیجے میں لاکھوں پاک دامن خواتین اور بچے بےگھر بےدرہوئےاور بےشمارخواتین ہلاکت کانشانہ بھی بنیں۔

☆ اسی دورمیں افغانستان وعراق،کشمیروفلسطین اورکئی دیگرمقبوضہ مما لک کی بےشمارخواتین اوربچوں کی آہیں بار بار بلندہوتی رہیں۔

☆ کراچی سٹی کونسل میں بیلٹ سےخاتون کونسلرکی پٹائی کاواقعہ پیش آیا۔

☆ تسنیم سولنگی پرکتے چھوڑے گئے۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

☆ بلوچستان میں ایک قبائلی سردار نے خواتین کو زندہ دفن کروا دیا۔

☆ کراچی میں ہنگاموں کے دوران بس میں ایک عورت کو زندہ جلا دیا گیا۔(۳۱)

☆ گینگ ریپ، قتل وغارت، کاروکاری، ونی، سوَرا وغیرہ کے بے شمار واقعات ملک کے چاروں صوبوں میں پیش آئے۔

☆ خواتین سے حسبِ معمول گھروں میں اور معاشرے میں تشدد جاری رہا۔کیا کسی معاملے میں عورت کو تحفظ ملا۔ ہاں ''تحفظِ نسواں بل'' ضرور پاس ہوگیا۔ جو اصل حدود قوانین کو مسخ کر کے اس کی جگہ ''تحفظِ عصیاں بل'' کی شکل اختیار کر گیا ہے۔

☆ خواتین پر تشدد اور جائے ملازمت پر ہراساں کرنے کے خلاف بل تو قومی اسمبلی میں 13 نومبر 2006ء کو پاس کروالیا گیا ہے۔(۳۲) لیکن اس نے چار پانچ سال کے دوران خواتین کو کسی حد تک تحفظ فراہم کیا ہے۔ یہ مندرجہ بالا واقعات سے بخوبی ثابت ہو رہا ہے۔

☆ اور پھر یہ اندوہناک سانحہ ہوا کہ ملک میں ایک این۔جی۔او نے یو۔این۔او کے ادارے یونائیٹڈ نیشنز پاپولیشن فنڈ'' کے تعاون سے سیکس ورکرز کی ایک سہ روزہ ورکشاپ کراچی میں جولائی 2009ء میں منعقد کروائی۔(۳۳) اور اپنے ایسے پروگراموں کو ملک کے دوسرے حصوں میں بھی کرانے کا عزم پیش کر کے مطالبہ کیا کہ

''سیکس ورکرز کی کمائی کو جائز تصور کیا جائے۔''

(انا للہ وانا الیہ راجعون)

☆ اسی دور میں ایک مسیحی خاتون آسیہ بی بی جون 2009ء میں توہین رسالت کی مرتکب ہوئی۔اس واقعے کو ایس پی پولیس کی سطح پر واقعے کے فوراً بعد شکایت کرنے کے 27 گواہوں اور ملزمہ کی طرف سے پانچ گواہوں سے تفتیش کے بعد سیشن کورٹ میں دائر کیا گیا۔ (۳۴) سیاسی دنیا میں اس واقعے سے ہلچل مچ گئی اور سیاستدان اس مسیحی خاتون کو سزا سے بچانے کے لے ہر ممکن حربہ وحیلہ اختیار کرنے لگے سوائے دینی فہم و فراست رکھنے والے اور قانونِ توہین رسالت کو اس کی روح سمیت سمجھنے والے لوگوں کے۔ حتیٰ کہ گورنر پنجاب سلمان تاثیر نے اس قانون کو ایک انسان کا بنایا ہوا ''کالا قانون'' کہہ کر اپنے لیے موت کا سامان کر لیا۔(۳۵)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

اس واقعے کے ردِعمل میں پیپلز پارٹی کی ایک رکن پارلیمنٹ شیری رحمٰن نے 24 نومبر 2010ء کو عملاً قومی اسمبلی میں توہین رسالت کے قانون (شق 295-c) میں ترامیم کے نام پر ایک شرانگیز مسودہ قانون جمع کروایا۔(۳۶)

سلمان تاثیر، شیری رحمٰن اور اس طرح کے دیگر سیاست دانوں کو قوم کی جوہر قابل اور عفت مآب بیٹی ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے بارے میں تو کلمہ حق کا ایک لفظ تک کہنے کی جرأت ایمانی پیدا نہ ہو سکی لیکن آسیہ بی بی کے لیے ان کی تڑپ اور جذبہ اسے خاندان سمیت اب امریکہ پہنچا چکا ہے۔ ان کی ہمدردیاں اور عملی تعاون اسے جس طرح حاصل ہوا وہ دستور اور قانون کی دھجیاں بکھیرنے کے مترادف ہے۔ بہرصورت 4 جنوری 2011ء کو سلمان تاثیر کو اس کے اپنے باڈی گارڈ ممتاز قادری نے توہینِ رسالت قانون کو کالا قانون کہنے کی پاداش میں قتل کر کے (۳۷) دنیا کو یہ عملی سبق دے دیا کہ ناموسِ رسالت کے لیے شمع مصطفیٰ کے پروانے ہمیشہ اپنی جان قربان کرنے کے لیے تیار رہتے ہیں۔ یہ مسودہ قانون اب قوم کے سامنے ہے اور اس کے ایمان اور غیرت کا امتحان ہے۔ ممتاز قادری کو سزا دوبار پھانسی، 2 لاکھ جرمانہ اور عدم ادائیگی کی صورت میں مزید 6 ماہ کی سزا سنائی گئی ہے۔

عورت کے مسائل کا اصل حل یہ نہیں ہے کہ اس کو کبھی 33 فی صد اور کبھی 17 فی صد نمائندگی دے کر گھروں سے نکال کر میدانِ سیاست میں مردوں کے شانہ بشانہ لا کھڑا کیا جائے بلکہ اس بات میں ہے کہ پارلیمنٹ اور سینٹ کے ایوان میں پہنچنے والوں کی کردار سازی کس قدر کی گئی ہے؟ کیونکہ خواتین اگر اخلاق و اقدار کی ان بنیادی صفات سے مزین نہ ہوں گی جو جہانبانی کے لیے لازم ہیں تو نمائندہ خواتین ان تمام خامیوں کا شعوری یا لاشعوری طور پر کہیں نہ کہیں اظہار کر دیں گی جو خصوصاً خواتین سے متعلقہ سمجھی جاتی ہیں مثلاً غیر مہذب اختلافِ رائے اور لڑائی جھگڑے، زبان کا غیر محتاط اور غیر ضروری استعمال، آپس میں طنز و تشنیع، ایک دوسرے کا مذاق اڑانا، کسی فیصلے پر اکھٹے نہ ہونا وغیرہ۔

صورت حال کا تجزیہ

صورتحال کے تجزیے سے یہ اہم ترین بات سامنے آتی ہے کہ:

ایک طرف خواتین کو سیاسی عمل میں شریک کیا جا رہا ہے ان کو اختیارات منتقل کیے جا رہے ہیں۔ اور اس کے لیے زرِ کثیر بھی خرچ کیا جا رہا ہے لیکن دوسری طرف معاشرے کی مجبور اور مظلوم خواتین کے مسائل کو حل کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ ڈاکٹر عافیہ صدیقی جیسی اعلیٰ تعلیم یافتہ اور صالح خاتون کی امریکہ سے رہائی کے

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

لیے کوئی کوشش کرنے والا نہیں ہے۔ گھروں میں کام کرنے والی ماسیوں کا پرسانِ حال کوئی نہیں ہے۔ پیشہ ور بھکاری اور بھکارنوں کی روک تھام کے لیے قانون سازی کرنے اور اس قانون کو لاگو کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ خواتین معلمات، نرسوں، ڈاکٹروں اور خواتین وکلاء کے مسائل کا حل کرنے والا کوئی نہیں ہے۔

گذشتہ آٹھ دس برسوں میں خواتین کی 33 فی صد یا 70 فی نمائندگی نے خواتین کے حوالے سے کونسی کوئی قابلِ ذکر کارکردگی دکھائی ہے؟ ان کے لیے قانون سازی کروائی ہے؟ ان کے لیے جدید طبی سہولیات سے آراستہ اور الگ تعلیمی اور طبی ادارے بنوائے ہیں جو صرف لڑکیوں اور خواتین کے لیے مخصوص ہیں؟ آخر ان کی اس آٹھ دس سالہ سیاسی محنت کا کیا فائدہ خواتین عوام کو پہنچا ہے؟

ویمن کمیشن اس صورتحال کا تجزیہ کرتے ہوئے ''خواتین کے مسائل اور خواتین کی سیاسی عمل میں شرکت'' میں تحریر کیا ہے کہ:

''ہمارے ملک میں اصل مسئلہ سیاسی اور انتخابی نظام کی اس خرابی کا ہے کہ اس میں ایسی کوئی چھلنی موجود نہیں ہے جو کہ قانون ساز اداروں کے ارکان اور حکمرانی کے منصب پر بے غرض، مخلص، ایماندار، عادل اور انصاف پسند لوگوں کو لانے کا ذریعہ بن سکے، جو نیک نیتی کے ساتھ ملک و قوم کے مسائل حل کرنا چاہتے ہیں۔ اگر نظام ایسی خصوصیات کے حامل افراد کو آگے لانے کا ذریعہ نہیں بن سکتا تو 33 فی صد اور 50 فی صد تو کیا 100 فی صد خواتین پر مبنی پارلیمنٹ بھی آجائے تو حالات میں مزید بگاڑ تو پیدا ہو سکتا ہے بہتری کی کوئی توقع نہیں کی جا سکتی۔'' (۳۸) مزید برآں ''درحقیقت خواتین کے مسائل اور خواتین کی سیاسی نمائندگی میں کوئی براہِ راست تعلق موجود نہیں ہے۔ مسائل کی اصل وجہ سیاسی عمل میں خواتین کی عدم موجودگی نہیں بلکہ سیاسی نظام کی خرابیاں اور برسرِ اقتدار مرد و خواتین کی بدعنوانی اور نااہلی ہے۔'' (۳۹)

گھر سے باہر نکلنے کے لیے شرائط

اگر عورت کو گھر سے باہر نکلنا ہے تو دین کی چند پابندیوں کو ملحوظ رکھنا پڑے گا۔

1۔ عورت شوہر کی اجازت کے بغیر نہ نکلے۔

2۔ گھر سے باہر نکلتے وقت عورت بالکل سادہ ہو اور چہرہ میک اپ کے بغیر ہو۔

3۔ عورت حجاب، نقاب اور پردے کی پابندی کو اختیار کرے۔

ان شرطوں کو پورا کیے بغیر گھر سے باہر نکلنا عورت کے لیے ممنوع ہے۔

4۔ چالیس سال سے پہلے عورت کو ملازمت نہیں کرنی چاہیے۔ ہمارے ہاں گورنمنٹ جاب

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

کے لئے عمر کی مدت 28 سال مقرر ہوتی ہے جو خواتین کے لیے مسائل کا باعث بنتی ہے۔

5۔ بہتر ہے کہ عورتوں کو ملازمت ان کے شوہروں کے ہمراہ یا ان کے اداروں کے قریب (جہاں ممکن ہو) دی جائے آتے جاتے وقت دونوں اکھٹے ہوں اور اس طرح محرم کی شرط بھی پوری ہو اور عورت کو دورانِ سفر اور جائے ملازمت پر تحفظ بھی حاصل ہو۔ اور وہ سکون واطمینان سے اپنا کام انجام دے سکے۔ یہ بات ہمارے معاشرے میں تقریباً ناممکن تصور کی جاتی ہے لیکن خصوصی حکمت عملی سے یہ ممکن بنائی جا سکتی ہے۔

سیاسی نمائندگی کے لیے شرائط:

سیاسی نمائندگی کے لیے بھی کچھ ضروری شرائط ہونی چاہئیں۔ مثلاً

1۔ نمائندگی کے لیے عمر کی حد کم از کم چالیس سال ہو، تا کہ اس کی اپنی عمر میں بھی کچھ پختگی ہو اور وہ گھر میں چھوٹے رونے والے بچوں سے فارغ ہو جائے۔

2۔ سادہ عبایہ کا پہننا لازمی قرار دیا جائے۔ گاؤن یا عبایہ کی شکل میں جسمانی خدوخال چھپ جائیں گے۔

3۔ سر پر اس طرح رومال بندھا ہو جس طرح حج اور عمرہ میں باندھا جاتا ہے۔

4۔ اسمبلی میں اور کونسل وغیرہ کے اجلاسوں کے دوران میک اپ کرنا ممنوع قرار دیا جائے۔

5۔ اپنی پارٹی میں اس نے کم از کم دس سال سیاسی کام کا تجربہ حاصل کیا ہو، (۴۰)

وگرنہ اسمبلی کے فلور پر بیٹھ کر قانون سازی کا کام کرنے یا اس کو سمجھنے کے بجائے وہاں لڑتی ہی رہیں گی۔ مرد بھی کچھ ان کے ظاہری حسن اور آرائش وزیبائش سے اور کچھ لڑائی جھگڑوں سے انجوائے کرتے رہیں گے۔ پنجاب اسمبلی میں دوسری شادی کے مسئلے پر جو گرما گرم بحث ہوئی تھی وہ اس کی زندہ مثال ہے۔

نیلوفر بختیار، سابقہ وزیر ویمن ڈویلپمنٹ، نے کراچی کے ایک بلدیاتی پروگرام میں خواتین کونسلرز سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ:

> ''ہم کچھ بھی نہ کرسکیں گے اگر ہم آپس میں اکھٹے نہ ہوئے اور ہم نے ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کی روش نہ چھوڑی۔'' (۴۱)

6۔ منتخب خواتین کے لیے تربیتی مراکز قائم کیے جائیں جہاں انہیں قانون سازی کے بارے میں تربیت دی جائے۔ (۴۲)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

7۔ دورانِ اجلاس خواتین کی نشت و برخواست مردوں سے مکمل طور پر علیحدہ ہو۔(۴۳)

8۔ ساتھ آنے والے چھوٹے بچوں کے لیے ڈے کیئر سنٹر ہوں۔(۴۴)

9۔ خواتین سے متعلق امور جیسے طالبات کے سکولز، کالجز، ہسپتال، فوجی اور غیر فوجی تربیت کے ادارے کلی طور پر منتخب خواتین کے دائرہ اختیار میں ہوں۔(۴۵)

10۔ خواتین کے لیے خصوصی سہولتیں مقرر کی جائیں جیسے ٹرانسپورٹ، بچوں کے لیے ڈے کیئر سنٹرز اور میٹرنٹی لیو کی خصوصی رخصت وغیرہ۔(۴۶)

اس کے علاوہ پارلیمان کو عورتوں کے حق میں مہربان ظاہر کرنے کے لیے مرد نمائندگان سے یہ حلف لیا جائے کہ وہ اپنی بیوی کو حق مہر کی ادائیگی اور اپنی بہنوں کو وراثت میں حصہ دے چکے ہیں۔(۴۷)

ممتاز دینی فکر حافظ صلاح الدین یوسف اپنی معروف کتاب ''خواتین کے امتیازی مسائل'' میں خواتین کی سیاسی نمائندگی کے حوالے سے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں کہ:

''اگر چند عورتوں کو ممبر بنائے بغیر، ملک کی سمجھ دار، پڑھی لکھی گھریلو اور فکری و تعلیمی اداروں سے وابستہ خواتین سے مختلف سوال ناموں کی شکل میں رائے حاصل کی جائے تو زیادہ بہتر طریقے سے عورتوں سے مشاورت کا اہتمام ہوسکتا ہے۔ یہ خواتین کے ممبر بننے یا بنانے کے بھاری بھرکم اخراجات (جو کروڑوں میں ہیں) کے مقابلے میں ''ہینگ لگے نہ پھٹکڑی'' رنگ چوکھا آئے'' کے مصداق بھی ہوگا۔'' (۴۸)

''اکتوبر 2002ء کے انتخابات میں جس طرح بڑی تعداد میں عورتوں کو قومی وصوبائی اسمبلیوں میں نمائندگی دی گئی ہے، اسکے سالانہ اخراجات کا تخمینہ 5 کروڑ 64 لاکھ روپے لگایا گیا ہے۔''(۴۹)

اسی طرح 2007ء کے انتخابات میں بھی عورتوں کی نمائندگی پر کروڑوں روپے خرچ کیے گئے ہیں۔

بہرصورت جس سیاسی نظام میں عورت کو طوعاً وکرھاً حصہ لینا پڑ رہا ہے اس میں اسے اپنی اقدار و روایات کا بھرپور تحفظ کرنا ہے اور اغیار کی تہذیبی یلغار کا مقابلہ کرنا ہے۔ عالمِ عرب کے نامور دانشور جناب مجدی فتحی سید خواتین کو مغربی تہذیب کے دلفریب نعرہ ''مساوات مرد وزن'' کا حقیقی پہلو دکھاتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''موجودہ دور میں مساوات مردوزن کا بڑا غلغلہ مسلم خواتین کو اسلام کے بارے میں یہ

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

کہہ کر بدظن کیا جاتا ہے کہ اسلام عورتوں اور مردوں کو مساوی حقوق نہیں دیتا۔ این جی اوز اور ان کے سرکردہ اخلاق باختہ خواتین اس نام نہاد مساوات کے حصول کے لیے کوشاں ہیں۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے اس چند روزہ فنا پذیر دنیا میں بھی مرد وزن کو مساوی حقوق اور مراعات دی ہیں۔ اور آخرت کی لامحدود زندگی میں بھی مرد وزن کے لیے مساوی انعامات رکھے ہیں۔'' (۵۰)

خواتین کا اصل مسئلہ جہالت ہے

خواتین کا اصلہ مسئلہ جہالت ہے۔ نہ ان کے ہاں دینی تعلیم ہے اور نہ دنیاوی تعلیم جس کی بنا پر وہ ہر وقت ظلم وتشدد کا شکار ہوتی ہیں۔ غلط رسوم ورواج میں جکڑی رہتی ہیں اور بے شمار دینی ودنیاوی نقصانات اٹھاتی ہیں۔ لہٰذا سب سے پہلے ان کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کرنا نہایت ضروری ہے۔ اس کے نتیجے میں وہ اپنی صحت کا خیال بھی رکھیں گی اور خاندان بھر کے افراد کے مفاد کو ترجیح دیں گی۔

اسلام کے عطا کردہ حقوق کا حصول

عورت کو وہ احترام اور وہ حقوق بجا طور پر ملنے چاہیے جو اسلام نے اسے دیے ہیں۔ اس کو حق ملکیت، وراثت، حق مہر اور نفقہ وغیرہ ملتے رہیں۔ اور وہ اطمینان سے گھر میں اپنے فرائض انجام دیتی رہے۔ اس کے لیے چھوٹے قرضوں کی مختلف سکیمیں شروع کی جائیں جن سے وہ گھر میں بیٹھی کچھ معاشی فائدہ حاصل کرتی رہے۔

تمام مسائل کا حل اسلامی احکامات کا نفاذ ہے

یہ بات خوب اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ ہم اس وقت ایک بہت بڑے چیلنج سے دوچار ہیں۔ ہمارے پورے معاشرے کو اتھل پتھل کیا جارہا ہے۔ ہماری نئی نسل کو، عورت کو ہر، مرد کو، سب کو ذہنی انتشار اور انارکی کا شکار بنایا جارہا ہے۔ یہ چیلنج براہِ راست ہمارے اپنے وجود اور ہماری بقا سے تعلق رکھتا ہے۔ یہاں محض ظاہری اور رسمی مسلمانیت سے کام نہیں چلے گا۔ آدھا تیتر اور آدھا بٹیر بن کر رہنے سے ہم کبھی منزلِ مراد کو نہیں پہنچ سکتے۔ نہ ہم دنیاوی فوائد حاصل کرسکیں گے نہ آخرت کی کامیابی وسرخروئی ہمارا مقدر بن سکے گی۔

اب تو ہر صاحبِ ایمان کو خود یہ فیصلہ کرنا ہے کہ اسے صحیح معنوں میں مسلمان بن کر رہنا ہے یا مسلسل دجالی قوتوں کی چاکری کرکے رہنا ہے۔ کیا ہمیں سر اٹھا کر چلنا ہے یا کیڑے مکوڑوں کی طرح رزقِ خاک

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ہونا ہے؟

یہ گھڑی محشر کی ہے، تو عرصۂ محشر میں ہے
پیش کر غافل عمل' گر کوئی دفتر میں ہے

ان مسائل کے حل کے لیے خواتین کی الگ پارلیمنٹ بنادی جائے، یا ان کی الگ خاتون وزارت قائم ہو۔ وہ ان کے حقیقی مسائل پر بات کرے۔ باہمی مشورہ سے اپنی رائے مردارکان تک پہنچائے تاکہ ان کی اجتماعی رائے کی روشنی میں پالیسی سازارکان عورتوں کے لیے صحیح فیصلے کرسکیں۔

ان نسوانی تحریکوں اور این۔ جی۔ اوز کی تو یہ سوچ ہوتی ہے کہ مرد غاصب ہے لہٰذا وہ عورتوں کو حق کیوں دے گا۔ اب خود عورتوں کو آگے بڑھ کر، کما کر اپنے آپ کو مضبوط بنانا ہے اور اس کے لیے حکومتوں کو چاہیے کہ وہ عورتوں کو مضبوط کرنے کے لیے ہر دفتر و محکمہ اور ہر ادارے میں ان کے لیے 50 فی صد کوٹہ مقرر کرلے۔

تو جان لینا چاہیے کہ یہ صرف ان اداروں اور این۔ جی۔ اوز کی سوچ ہے۔ عملی صورتحال مختلف ہے۔ مسلمان مرد ہر حال میں غاصب نہیں ہوتا البتہ بعض اوقات وہ مجبور ضرور ہوتا ہے۔ کیا وہ شوہر جو اپنی پوری تنخواہ لاکر عورت کے ہاتھ پر رکھ دیتا ہے، وہ غاصب ہے؟ کیا وہ باپ جو بیٹی کی شادی کے سلسلے میں فکرمند ہے وہ غاصب ہے؟ مرد اس وقت غاصب ہوتا ہے جب وہ خود سماجی ناہمواریوں اور طبقاتی ظلم وستم کا شکار ہونے کی بنا پر اپنے اور اپنے گھر والوں کے لیے کما کر لانے سے محروم رہ جاتا ہے۔ باقی رہ گئے جاگیردار اور سرمایہ دار، جو اسمبلیوں میں بیٹھے عورتوں کے لیے قانون سازی کررہے ہیں، ان کو اپنا رویہ عورتوں کے بارے میں ضرور بدلنا چاہیے۔

آج کی ضرورت:

1۔ آج مرد و عورت دونوں کی صحیح دینی و اخلاقی تعلیم و تربیت کی ضرورت ہے۔ صرف دنیاوی تعلیم کافی نہیں ہے بلکہ دینی تعلیم اور اس کے ساتھ مکمل تربیت کی بھی ضرورت ہے۔

2۔ دوسری طرف مردوں کے لیے صحیح معاشی بندوبست کی ضرورت ہے۔ جو جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کے استحصال سے پاک ہو۔ اور ہر مرد کو خواہ وہ تعلیم یافتہ ہو یا ان پڑھ جاہل، اپنی صلاحیتوں کے مطابق روزگار اور رزقِ حلال کمانے کے بھرپور مواقع میسر ہوں۔

3۔ عوام کی صحت کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اور ان کے لیے طبی ادارے بنانے کی ضرورت ہے، جہاں ان کو علاج معالجے کی مکمل سہولیات حاصل ہوں۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

اس سے ہماری خواتین کے بیشتر مسائل خود ہی حل ہو جائیں گے۔ بہر حال مغربی تہذیب کو اپنانے سے جو معاشرہ وجود میں آتا ہے ہم اس سے پناہ چاہتے ہیں۔ اس کی ہلکی سی جھلک علامہ اقبال نے اپنے اس شعر میں بیان کی ہے۔

ے کیا یہی ہے تمہاری معاشرت کا کمال
مرد بے کار و زن تہی آغوش

حوالہ جات وحواشی

1۔ النسآ ۴:۷

2۔ عسقلانی، ابن حجر ، الاصابة فی تمیز الصحابه(بیروت، داراحیاء التراث العربی، س، ن) ج، ۱۳، ص۱۸

3۔ عمری، جلال الدین انصر، سید، مسلمان عورت کے حقوق اور ان پر اعتراضات کا جائزہ (الفیصل ناشران، لاہور1986ء) ص:65

4۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، امام ، صحیح بخاری، کتاب الجمعة، باب فاذا قضیت الصلوة فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل الله، حدیث 938 (دارالسلام، ریاض، الطبعة الاولیٰ، ۱۹۹۸)

5۔ ابن سعد، محمد بن سعد، طبقات الکبریٰ(بیروت، دار صادر، س.ن) ج 8، ص211،

6۔ عسقلانی، ابن حجر، الاصابة فی تمیز الصحابة (بیروت، داراحیاء التراث العربی، س. ن) ج12، ص 255

7. Aftab Hussain ,Dr. , Justice , Status of women in Islam (Law publishing co. , Lahore, 1987) P.464

8۔ ابو دائود، سلیمان بن اشعث سجستانی، سنن ابی داؤد، کتاب الطلاق، باب فی المبتونة تخرج بالنهار، حدیث:۲۲۹۷ (طبع دارالسلام ، ریاض، الطبعة الاولیٰ، ۱۹۹۸)

9۔ ابن اثیر، عز الدین، اسد الغابة فی معرفة الصحابة (المکتبة الاسلامیة،س، ن) ج5، ص285.

10۔ علوی، ثریا بتول، جدید تحریک نسواں اور اسلام (ادارہ منشورات، لاہور 2007) ص:181

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

11۔ النیساپوری، مسلم بن حجاج ، صحیح مسلم، کتاب الجهاد، باب النسآء الغازیات...... الخ، حدیث:۱۸۱۲ (طبعة دارالسلام، ریاض، الطبعة الأولیٰ، ۱۹۹۸)

12۔ وحیدالدین،سید،روزگارِفقیر(امجداکیڈمی،لاہور،س،ن)ص66

13۔ علوی،ثریابتول، اسلام میں عورت کا مقام ومرتبہ(ادارہ مطبوعاتِ خواتین میگزین، 2008) ص 120-121

14۔ الجوزیه، ابن القیم زاد المعاد، تحقیق عبدالرزاق المهدی (دارالکتاب العربی، بیروت، 2006/1427ھ) ص988

15۔ ایضاً 16۔ الاحزاب ۳۳:۳۳ 17۔ التحریم 6:66

18۔ یوسف،حافظ صلاح الدین،خواتین کے امتیازی مسائل(دارالسلام،لاہور)ص90

19۔ بخاری، محمد بن اسماعیل،امام، صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب الی ورأی النسآء خیر......، حدٰث، 5082 (دارالسلام، ریاض، الطبعة الاولیٰ، 1998)

20۔ بخاری، محمدبن اسماعیل،امام، صحیح بخاری، کتاب الاحکام، باب قول الله تعالیٰ (اَطِيْعُوْا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْا الرَّسُوْلَ وَأُوْلِیْ الْاَمْرِ مِنْكُمْ)حدیث:7138 (طبع دارالسلام، ریاض، الطبعة الاولی، 1999ء)

21۔ صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب الی من ینکح و أی النسآء خیر...... حدیث 5082، صحیح مسلم:حدیث 2527

22۔ احمد بن حنبل، امام، مسند احمد، حدیث 27077 (طبع دارالسلام، ریاض، 1999ء)

23۔ ابو دائود، سلیمان بن اشعث سجستانی، سنن ابی دائود، کتاب الصلوٰة ، باب الجمعة للملوك والمرأة ، حدیث:1067(طبع دارالسلام، ریاض، الطبعة الاولیٰ ، 1998ء)

24۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، امام، صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب اتباع النسآء الجنازة، حدیث: 1278(طبع دارالسلام، ریاض، الطبعة الاولیٰ، 1999ء)

25۔ ابن ماجه، ابو عبدالله بن محمد بن یزید القروینی، سنن ابنِ ماجه، کتاب المناسك، باب الحج جهاد النسآء، حدیث: 2901 (طبع دارالسلام، ریاض، الطبعة الاولیٰ، 1999ء)

26۔ قاضی،سمیحہ راحیل،نیادور،نئے چیلنجزاورمسلمان عورت(ویمن اینڈفیملی کمیشن لاہور)ص5

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

27 . Feninine Influen in politics, Universal history of the world , vol vii , P.4004

28. Wilkins, Richard G. Prof. , Protecting the family and marriage in a global society. Encounter journal of inter cultural perspective, Vol 16, Sept 2000.

29۔ روزنامہ نوائے وقت، لاہور، 12 جولائی 2007ء

30۔ روزنامہ جنگ، لاہور، 27 ستمبر 2010ء

31۔ روزنامہ نوائے وقت، لاہور، 13 مئی 2001ء

32۔ روزنامہ نوائے وقت، لاہور، 14 نومبر 2006ء

33۔ ششماہی روشنی لاہور، شمارہ نمبر 10، جنوری تا جون 2010ء ، ص 15

34. Daily News , Lahore, 26th Nov. 2009

35. Dailly News , Lahore. 23rd Dec. 2010

36۔ روزنامہ جنگ، لاہور، 25 نومبر 2010ء

37۔ روزنامہ نوائے وقت، لاہور، 5 جنوری 2011ء

38۔ خواتین کے مسائل اور خواتین کی سیاسی عمل میں شرکت (ویمن کمیشن اسلام آباد، جون 2001ء) ص 19، 18

39۔ ایضاً، ص 20

40۔ ششماہی روشنی، شمارہ نمبر 10، جنوری تا جون 2010ء، ص 13

41۔ ایضاً، ص 14

42۔ منتخب خواتین نمائندگان کے لیے لائحہ عمل، ویمن کمیشن، لاہور، ص 26

43۔ ایضاً

44۔ ایضاً

45۔ عورت کی سیاسی نمائندگی (ویمن کمیشن، لاہور) ص 15

46۔ ایضاً

47۔ ششماہی روشنی، شمارہ نمبر 10، جنوری تا جون 2010ء، ص 13

48۔ یوسف، صلاح الدین، حافظ، خواتین کے امتیازی مسائل (دارالسلام، لاہور) ص 101

49۔ روزنامہ جنگ، لاہور، 28 نومبر 2002ء

50۔ السید، مجدی فتحی، تعرف الاشیاء بأضدادھا (اے میری بہن)، مترجم پروفیسر عبدالرحمٰن طاہر، (دارالسلام، ریاض) ص 16،15

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.